www.KitaboSunnat.com

مقالات

شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو شفیق
محمد رفیق صاحب اثری
(جلال پور پیر والا ملتان)

فقاہتِ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس سے قبل کہ ہم بعض لوگوں کے اس مفروضہ پر نقد کریں کہ حضرت ابوہریرہؓ غیر فقیہ تھے اور یہ نظریہ قائم کرنے سے ان کی اصل غرض کی نشاندہی کریں، ضروری سمجھتے ہیں کہ لفظ "فقہ" کی جامع و مانع تعریف کی جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ قرآن و حدیث میں یہ لفظ کن معانی میں استعمال ہوا ہے؟

مادہ فقہ، قرآن میں:

اس مادہ سے قرآنِ پاک میں بیس[1] مقامات پر الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آیتِ ذیل ہمارے موضوع سے قریبی مناسبت رکھتی ہے:

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ...الآية!" (التوبة: ۱۲۲)

"ہر طبقہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکلی تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں؟"

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں تین احتمال تحریر کئے ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مسلمان دو حصوں میں ہو جائیں۔ ایک وہ جو جہاد کے لیے جائیں اور دوسرے وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور احکامِ شریعت کی تعلیم حاصل کریں۔ اس قول کی رو سے طائفہ مقیمہ دین میں فقہ (سمجھ) حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں گے

[1] المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوگا، اسے حاصل اور ضبط کریں گے۔ طائفہ نافرہ دشمن کے خلاف نبرد آزما رہے گا تو یہاں ایک فعل محذوف ہوگا۔ اور منشاء ایزدی یہ ہوا کہ ہر گروہ میں سے کچھ لوگ جہاد کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ اور ایک گروہ مقیم ہوجائے جو دین میں سمجھ اور مہارت حاصل کرے۔

۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آیت میں تفقہ جماعت نافرہ کی ہی صفت ہے اور معنیٰ یوں ہے کہ جو لوگ جہاد کے لیے جائیں گے انہیں معلوم ہوجائے گا کہ دینِ اسلام ہی حق ہے کہ باوجود قلت کے، غلبہ ہر محاذ پر انہی کو ہو رہا ہے، اسی احساس کو تفقہ فی الدین قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق جہاد کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ الگ اور مستقل حکم ہے۔ اس سورۃ میں پہلے ہجرت کے احکام بیان ہوئے ہیں پھر جہاد کے مسائل کا تذکرہ ہوا۔ اور اس آیت میں "تفقہ فی الدین" کا حکم دیا جارہا ہے کہ اہلِ اسلام، جو اپنے گھروں میں آباد ہیں، پر لازم ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ دین میں فقہ اور پوری سمجھ حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حلال وحرام کا علم حاصل کر کے اپنے وطن جائیں اور عام لوگوں کو اس کی تبلیغ کریں۔"[۲]

حضرت ابنِ عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہ کر بعض قبائل کی طرف سرایا بھیجتے تو اس صورت میں سب لوگوں کو جنگ میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی، بلکہ آپ کی اجازت سے ہی بعض لوگ جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد جو قرآنِ پاک کی آیات نازل ہوتیں، آپ کے پاس رہنے والے صحابہؓ ان کو ضبط کرتے اور سریہ میں جانے والوں کو بعد میں سکھا دیتے۔"[۳]

قتادہ کہتے ہیں اس آیت میں اللہ سبحانہ، وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ جائے اور دین سمجھے۔"[۴]

۲ـه التفسیر الکبیر ج ۱۶ ص ۲۲۵ - ۲۲۶
۳ـه تفسیر القرآن لابنِ کثیر ج ۲ ص ۴۰۱
۴ـه تفسیر القرآن لابنِ کثیر ج ۲ ص ۴۰۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں: "لِيَتَفَقَّهُوا" اور "لِيُنذِرُوا" کی ضمائر اس گروہ کی طرف راجع ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے گا۔ قرطبی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور آیت کا یہ مفہوم واضح کیا ہے کہ جو جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ جائے گی وہ فقہ (دین) حاصل کرے گی۔ اس آیت میں طلبِ علم کا شوق دلایا جا رہا ہے[۵]

امام قرطبی مزید فرماتے ہیں:

طلبِ علم دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک وہ جو سب اہل اسلام پر فرض ہے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا علم اور اس حدیث میں یہی مراد ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ" "علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

دوسرا حصہ فرض علی الکفایہ ہے۔ یعنی حقوق، اقامتِ حدود اور خصومات میں فیصلہ کرنے کا علم وغیرہ۔ یہ سب لوگ حاصل نہیں کر سکتے کہ اس طرح نظامِ معیشت تباہ ہو جائے گا۔[۶]

مزید لکھتے ہیں:

اس آیت میں کتاب و سنت کے فہم کو واجب قرار دیا گیا ہے مگر سب کے لیے نہیں، بلکہ علی الکفایہ بعض کے لیے۔ اور جو کتاب و سنت کو نہیں جانتے، ان کے لیے ارشاد فرمایا:

"فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔" (النحل: ۴۳)

"اگر تم نہیں جانتے تو قرآن کے عالموں سے پوچھو۔"[۷]

نیز قتادہؒ کہتے ہیں "اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ جائے اور دین سمجھے۔"[۸]

عوفیؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر قبیلہ کے کچھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور دین کی باتیں دریافت کرتے اور سمجھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیتے اور نماز و زکوٰۃ کی تلقین فرماتے۔"[۹]

---

۵ تفسیر القرطبی ج ۸ ص ۲۹۵

۶ ایضاً

۷ تفسیر القرطبی ج ۸ ص ۲۹۴۔

۸ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۱

۹ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الجوزیؒ نے آیت کے کئی معانی کی وضاحت کرنے کے بعد اس معنیٰ کو تقویت دی ہے کہ "آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنے کا لوگوں کو حکم دیا جا رہا ہے تاکہ علمِ شرع حاصل کریں اور واپس جا کر پیچھے رہنے والوں کو تبلیغ کریں"[۲۰]

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں "اس آیت میں اشارہ ہے کہ ایک جماعت کے لیے لازم ہے کہ طلبِ علم کا راستہ اختیار کرے، اس لیے کہ سب کے لیے عدمِ استعداد وغیرہ کی بناء پر ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ فقہ کا تعلق علومِ قلب کے ساتھ ہے جو کہ تزکیہ اور تصفیہ، ترکِ مألوفات اور اتباعِ شریعت کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں"[۲۱]

علامہ ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں "پس ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں تاکہ دین کی باتوں اور اسرارِ شریعت میں سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں۔ تاکہ وہ بھی برے کاموں سے بچتے رہیں"[۲۲]

آیۂ مذکورہ کے اسی حکم کی تعمیل میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صرف ہوئے اور آپؓ حضر و سفر میں کتاب و سنت اور اسرارِ شریعت کے فہم میں لگے رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مرویات میں نماز، زکوٰۃ، حج اور احکام و عبادات کے علاوہ حدود و تعزیرات و فتن وغیرہ جملہ فنون پر مشتمل احادیث موجود ہیں، جن سے ہر دور کے محدثین و فقہاء نے فہمِ شریعت میں کام لیا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ پر جن لوگوں کی نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ آپؓ صرف الفاظ کے ہی راوی نہ تھے بلکہ ان کے معانی و مقاصد اور اغراض و اسرارِ دین پر بھی آپؓ کو مکمل عبور حاصل تھا۔

معنیٰ "فقہ" احادیث کی رو سے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"[۲۳]

[۲۰] زاد المسیر ج ۳ ص ۵۱۶ [۲۱] روح المعانی ج ۱۱ ص ۵۷ [۲۲] تفسیر ثنائی ج ۴ ص ۶۱

[۲۳] صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۳ ج ۲ ص ۱۴۴، مسند ابی یعلیٰ و معجم ابی یعلیٰ رقم ۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۴، سنن ابن ماجہ ص ۲۰ و رواہ الخطیب فی الفقیہ والمتفقہ ج ۱ ص ۳ و ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ج ۱ ص ۱۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ رب العزت جس کے ساتھ اچھائی کا ارادہ کریں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں!"

نیز فرمایا:

"خَيْرُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا تَفَقَّهُوا"[۱۴]

"تم میں سے اس کا اسلام افضل ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو جب کہ وہ (دین کی) سمجھ حاصل کرے۔"

نیز فرمایا:

"اَلنَّاسُ مَعَادِنُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا"[۱۵]

"لوگ خیر و شر کی کانیں ہیں۔ ان میں سے جاہلی دور کے اچھے، اسلام میں بھی اچھے ہیں، جبکہ وہ (دین کی) سمجھ حاصل کریں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے داخل ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے پانی لاکر رکھ دیا، تو آپؐ نے فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"[۱۶]

"اے اللہ اس کو دین میں سمجھ دار بنا دے!"

نیز فرمایا:

"طُوْلُ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرُ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ"[۱۷]

"نماز لمبی اور خطبہ مختصر، امام کی سمجھداری کی علامت ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں:

"نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ"[۱۸]

---

[۱۴] مسند احمد ج ۲ ص ۴۶۹-۴۸۱

[۱۵] مسند احمد ج ۲ ص ۴۸۵-۴۹۸-۵۲۵-۵۳۹ و صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸-۳۰۷-۳۳۱

[۱۶] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۸

[۱۷] صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۶ [۱۸] سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انصاری عورتیں بہت اچھی ہیں، دین میں سمجھ حاصل کرنے سے وہ شرم نہیں کرتی ہیں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"لَمْ اَفْقَهُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"[19]

"میں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سمجھ سکا۔"

ایک طویل حدیث میں ہے:

"فَقَالَ لَهٗ فُقَهَاءُ الْاَنْصَارِ۔"[20]

"سمجھ دار انصاریوں نے آپ سے کہا۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَ نَفَعَهُ اللّٰهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ الْحَدِيْثَ۔"[21]

"یہ اس کی مثال ہے جو اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کرے اور اللہ اس کو اس سے نفع دے۔ وہ علم حاصل کرے اور دوسروں کو سکھائے۔"

ان احادیث و آثار سے صاف ظاہر ہے کہ فقہ سے مراد دین کی واقفیت، سمجھ اور احکامِ دین پر پورا عبور ہے ـــــ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ پاک اور احادیثِ نبویہ کے حافظ تھے۔ مقاصدِ دین پر آپؓ کی پوری نظر تھی۔ اس دور کے مسلمان احکامِ دین حاصل کرنے کے لیے آپؓ کی طرف مراجعت کرتے تھے۔ اور ان کا شمار جلیل القدر فقیہ صحابہ کرامؓ میں ہوتا تھا (اس پر سیر حاصل بحث ہم آگے کریں گے) اس کے باوجود اگر آپؓ کو "غیر فقیہ" کے لقب سے ملقب کیا جائے، تو اس کے پیچھے متقدمین معتزلہ وغیرہ کے خصوصی مقاصد کار فرما تھے۔

ایک سوال:

جن لوگوں نے انہیں غیر فقیہ کہا ہے اس معنیٰ میں نہیں کہا کہ ان کو دین کی واقفیت اور

---

[19] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵ [20] صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۸

[21] ایضاً ج ۲ ص ۲۴۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری سمجھ نہیں تھی، بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں مجتہدانہ بصیرت حاصل نہیں تھی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان سے فقہ کے اصطلاحی مفہوم کی وہ نفی کرتے ہیں۔"

جواب:

اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے فقہ کے اس اصطلاحی مفہوم کو جان لینا چاہیئے جو اصولیین متعین کرتے ہیں ـــ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"فقہ کا لغوی مفہوم "فہم" ہے اور اصطلاحی مفہوم "استدلال کرکے احکام شرعیہ کا ادلۂ تفصیلیہ سے جاننا ہے۔"[۲۲]

نیز لکھتے ہیں:

"بعض کے نزدیک نفس کا "مَا لَهَا وَ مَا عَلَيْهَا" اعمال کو جاننا فقہ ہے ـــ بعض کے نزدیک ادلۂ تفصیلیہ سے احکام شرعیہ کا یقین حاصل ہونا فقہ ہے۔"[۲۳] (امام شوکانیؒ نے پہلے معنیٰ کو ترجیح دی ہے)

صاحب توضیح لکھتے ہیں:

"نفس کا ان اعمال کو جاننا، جو انسان کے مفاد یا نقصان میں ہیں، فقہ ہے۔ یہ تعریف ابو حنیفہؒ سے منقول ہے۔ جاننے کا مقصد یہ ہے کہ جزئیات کو دلیل سے معلوم کر سکے۔"[۲۴]

بعض نے یہ تعریف کی ہے: "احکام شرعیہ عملیہ کا ادلۂ تفصیلیہ سے معلوم کرنا"[۲۵] "ادلۂ تفصیلیہ سے مراد کتاب وسنت، اجماع اور قیاس ہے۔"[۲۶]

نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں: "احکام شرعیہ اور ان علوم کا جاننا فقہ ہے جو احکام شرعیہ کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہوں۔"[۲۷]

۲۲؎ ارشاد الفحول ص ۳ ۲۳؎ ارشاد الفحول ص ۳

۲۴؎ التوضیح فی حل غوامض التنقیح ص ۲۸

۲۵؎ ایضاً ص ۳۰ ۲۶؎ ایضاً ص ۳۴

۲۷؎ فتح البیان ج ۴ ص ۲۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا فقیہ کے لیے کل احکام کا علم ضروری ہے؟

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کس قدر احکام کا علم حاصل ہونے پر انسان کو فقیہ کہا جائیگا؟

اس بارے میں علامہ عبید اللہ بن مسعودؒ لکھتے ہیں:

"فقہ کی تعریف میں مذکور احکام سے کل مراد نہیں ہیں — اس لیے کہ حوادث لاانتہا ہی ہیں۔ کوئی ایسا ضابطہ بھی نہیں جو سب کو جمع کر سکے۔ ایک ایک مسئلہ کا علم بھی فقیہ کے لیے ضروری نہیں کہ فقہاء سے "لَا اَدْرِیْ" (میں نہیں جانتا) ثابت ہے۔ "کل" سے "بعض" "معین" "نصف" وغیرہ بھی مراد نہیں لیا جا سکتا کہ جب "کل" کا پتہ نہیں، بعض، معین اور نصف کا تعین کیسے ہوگا؟ "تہیؤ للکل" بھی مراد نہیں کہ "تہیؤ بعید" تو غیر فقیہ میں بھی پایا جا سکتا ہے، جبکہ "تہیؤ قریب" ایک مجہول بات ہے۔ یہ بھی مراد نہیں کہ اجتہاد سے ہر مسئلہ کا حکم جان سکے، کیونکہ بعض علماء مجتہدین کو بعض احکام کا زندگی بھر علم نہیں ہو سکا۔ مثلاً ابو حنیفہؒ، انہوں نے دہر کو نہیں جانا۔ اور بعض اوقات اجتہاد میں غلطی بھی واقع ہو جاتی ہے۔ بعض حوادث ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ساتھ اجتہاد کا تعلق نہیں ہوتا۔ پھر حدود یعنی تعریفات میں یہ نہیں ہوتا کہ علم کا ذکر کیا جائے اور اس سے مراد "تہیؤ" ہو۔ کیونکہ لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا۔ تو پھر فقہ کتنے احکام کے علم کا نام ہے؟ اس بارے میں عرض ہے کہ "فقہ" ان تمام احکامِ شرعیہ عملیہ کو ادلّہ سے جاننے کا نام ہے جن کے بارے میں نزولِ وحی ظاہر ہو چکی ہے اور جن پر اس وقت تک اجماع ہو چکا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ان سے ملکۂ استنباط بھی صحیح ہو۔"[۳۸]

چنانچہ فقہ کی مذکورہ تعریفات کی رُو سے بھی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے فقیہ اور مجتہد تھے۔ احکامِ قرآن اور احکامِ سنت کا آپؓ کو مکمل علم تھا۔ اور کتاب و سنت سے استنباط کا ملکہ بھی ان کو بدرجۂ اتم حاصل تھا۔

۳۸ التوضیح فی حل غوامض التنقیح ص ۴۵-۴۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف "توضیح" رقمطراز ہے:

"صحابہ کرامؓ عربی زبان کے ماہر ہونے کی وجہ سے مذکورہ احکام کے عالم تھے اور ان میں استنباط کرنے والوں پر فقیہ کا اطلاق کیا گیا۔ ہاں مسائلِ اجماعیہ کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شرطِ فقہ نہیں تھا کہ اس دور میں اجماع ہوا ہی نہیں"[۲۹]

صاحبِ "توضیح" کی تعریفِ فقہ پر علامہ سعد الدین تفتازانی نے کئی اعتراضات کئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس کے لیے "التلویح" (ص ۴۹) کا مطالعہ مفید ہو گا۔

اجتہادِ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

کتاب وسنت سے استنباطِ مسائل، نیز استفتاء کے جواب میں عام صحابہ کرامؓ کی طرح قرآنِ پاک کی آیت تلاوت کرتے یا کوئی حدیث پیش کرتے، جس سے سائل کی تسلی وتشفی ہو جاتی۔ یوں حکم کے بیان کے ساتھ ساتھ اس کی دلیل کی نشان دہی بھی ہو جاتی۔ اور یہ طریقِ افتاء زیادہ محفوظ اور غلطیوں سے مبرا تھا۔

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"فتویٰ میں سب سے بہترین طریقہ مفتی کے لیے یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو، جواب میں نصوص پیش کرے کہ اس طرح حکم کا اظہار بھی ہو گا اور دلیل بھی معلوم ہو جائے گی۔ جبکہ فقیہ معین کے اپنے الفاظ میں یہ خوبی نہیں ہے۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کا طریقِ افتاء یہی تھا۔ اور ائمہ کرامؒ میں سے، جو ان کے منہاج اور نقشِ قدم پر چلنے کا التزام کرتے تھے، ان کا طریقِ فتویٰ بھی یہی تھا۔ البتہ بعد کے لوگوں میں یہ طریقہ قائم نہ رہ سکا اور الفاظ ونصوص سے ہٹ کر اپنے زورِ بیان سے جوابات دینا شروع کر دیئے، اور اس سے امت میں وہ خرابیاں پیدا ہو گئیں جنہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ الفاظِ نصوص کے التزام

۲۹ التوضیح ص ۴۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تحفظ تھا اور ان میں خطاء، تناقض، تعقید اور اضطراب سے بچے رہنے کی فطری ضمانت موجود تھی۔ چونکہ صحابہؓ کے اصول میں یہ بات داخل تھی، یہی وجہ ہے ان کے فتاویٰ میں غلطیاں بعد کے لوگوں سے بہت کم وقوع پذیر ہوئیں — اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ جواب میں "قَالَ اللّٰہُ کَذَا" فرماتے یا "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" یا "فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" فرماتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا، اس سے نہیں ہٹتے تھے"[30]

عام صحابہؓ کی طرح ابوہریرۃؓ کا طرزِ عمل :

۱۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے ایک شخص نے دریافت کیا "جنابت میں میرے سر کے لیے کتنا پانی کافی ہوگا ؟" جواب میں فرمایا : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین بار ہاتھ سے پانی ڈالتے تھے"، اس شخص نے کہا "میرے بال بہت ہیں ؟" جواب دیا : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ اور صاف تھے"[31]

۲۔ ایک تابعی بزرگ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا مسئلہ پوچھا، تو فرمایا "میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی بٹھائی، میں اس کی باگ پکڑے ہوئے تھا۔ قریش کے کچھ لوگ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دودھ پیش کیا گیا، آپؐ نے سواری پر ہی پیا۔ پھر آپؐ نے دائیں طرف والے کو دیا اس نے کھڑے کھڑے پیا اور پھر سب لوگوں نے کھڑے کھڑے ہی پیا۔"[32]

۳۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں "میں ابوہریرۃؓ کے پاس تھا۔ ایک شخص نے ان سے کوئی بات پوچھی جو معلوم نہ ہو سکی۔ ابوہریرۃؓ نے فرمایا "اللہ اکبر یہ تیسرا شخص ہے جو مجھ سے اس بارے میں دریافت کر رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ

---

[30] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۳۸

[31] مسند احمد ج ۱۳ ص ۱۵۱ و سنن ابنِ ماجۃ و مسند حمیدی ج ۲ ص ۴۳۱

[32] مسند احمد ج ۱۳ ص ۲۶۷ مع تعلیقات احمد شاکر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

"اِنَّ رِجَالاً سَتُرْ تَفِعُ بِهِمُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰی يَقُوْلُوْا: اَللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَهُ؟"

لوگ سوال کرتے کرتے یہ پوچھنے لگیں گے: کہ مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟[۳۳]

۴۔ ابومیمونہ کہتا ہے "ایک فارسی شخص اور اس کی بیوی کا ان کے بیٹے کے بارے میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی تربیت کرے اور اپنے ساتھ لے جائے؟ وہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس فیصلہ کے لیے آئے تو آپؓ نے فرمایا "میں تمہارے مابین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے فیصلہ کرتا ہوں۔ ایسی صورت میں آپؐ نے لڑکے کو اختیار دیا ہے، چاہے ماں کے ساتھ جائے چاہے باپ کے ساتھ۔"[۳۴]

۵۔ عکرمہؒ مولیٰ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں "میں ابوہریرہؓ کے پاس ان کے گھر گیا اور ان سے عرفات میں یومِ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپؓ نے جواب دیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔"[۳۵]

۶۔ ایک شخص حضرت ابوہریرۃؓ کے پاس آیا اور کہا "کیا آپ نے لوگوں کو جوتے پہن کر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے؟" فرمایا: "نہیں میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ ابراہیم کی طرف منہ کرکے جوتوں کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"[۳۶]

۷۔ حرث بن کعب کہتا ہے "میں حضرت ابوہریرۃؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا اور پوچھا، "آپ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا ہے؟" جواباً ارشاد فرمایا، "اللہ کی قسم اور اس بابرکت گھر کی قسم، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

"لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا فِيْ اَيَّامٍ

۳۳؎ مسند احمد ج ۱۴ مع التعلیقات ص ۲۰۳، ۲۰۴ صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۹ بمعناہ

۳۴؎ مسند حمیدی ج ۲ ص ۴۶۴، سنن ابی داؤد مع العون ج ۲ ص ۲۵۱ وسنن دارمی

۳۵؎ مسند احمد بن حنبل ج ۱۵ ص ۱۸۰ و ج ۲ حلبی ص ۴۴۶

۳۶؎ مسند احمد ج ۲ ص ۵۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَصُوْمُهُ فِيْهَا "

"جمعہ کے دن تم میں سے کوئی روزہ نہ رکھے اِلّا یہ کہ کوئی پہلے سے روزے رکھ رہا ہو"
ایک اور شخص آیا اور کہا "کیا آپ نے لوگوں کو جوتوں میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے"؟
فرمایا "نہیں! اللہ کی قسم، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ ابراہیمؑ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے، جبکہ آپؐ جوتے پہنے ہوئے تھے"[۳۷]

۸۔ حضرت ابوہریرۃؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی،

"مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ ..."؟

"جس شخص نے نماز میں امّ القرآن (سورۃ الفاتحہ) نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے، پوری نہیں۔ تین بار فرمایا۔"

ان کے شاگردوں میں سے ایک نے پوچھا، "اگر ہم امام کے پیچھے ہوں تو؟" فرمایا:
"اے فارسی اسے آہستہ پڑھ لیا کر کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ نے فرمایا:

"قَالَ اللّٰهُ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ - الحديث!"

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا" میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے مابین تقسیم کیا ہوا ہے ...... !"

—— اس کے بعد حدیث میں فاتحہ الکتاب کی تقسیم کا بیان ہے —— اس سے بھی حضرت ابوہریرۃ رضا استنباط فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اکیلا ہو یا امام کے پیچھے۔ اس لیے کہ اس حدیث میں فاتحہ کو ہی نماز کہا گیا ہے، جو کہ فاتحہ کی رکنیت اور جزوِ نماز ہونے کی دلیل ہے۔"[۳۸]

فقہ ابی ہریرۃؓ صحابہ کرامؓ کی نظر میں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں واضح ہے کہ سب لوگ اپنے مسائل کے

---

۳۷ ایضاً ص ۲۲۴

۳۸ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۹-۱۷۰، موطا مالک ج ۱ ص ۸۰-۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں آپ کی طرف ہی مراجعت کیا کرتے تھے۔ آپ کے بعد جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی، جو امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ ان میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ایک عظیم محدث اور فقیہ و مفتی کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ چند حوالجات ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین نماز پڑھانے اور لوگوں کے جھگڑے اور تنازعات کے فیصلے کرنے کے لیے بھیجا۔"[۳۹]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے محتاط، اور فقہ اسلام کے ماہر کا حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ پر اس قدر اعتماد واضح کرتا ہے کہ اس بارے میں وہ ان کو ذہین وفطین اور اجتہادی اہلیت کا حامل سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بعض فیصلہ جات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان بھی ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق و تائید فرمائی۔

۲۔ بحرین سے ایک دفعہ واپس آرہے تھے، ربذہ میں اہلِ عراق نے شکار کے گوشت کے بارے میں سوال کیا، جو اہلِ ربذہ کے ہاں سے انہیں ملا۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کھانے کا حکم دیا۔ بعد ازاں وہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تائید فرمائی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس مسئلہ میں ان کی ہمنوائی کی۔"[۴۰]

۳۔ حضرات عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، علی رضی اللہ عنہ اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ "ایک شخص محرم حج نے اپنی بیوی سے مجامعت کرلی"؟ تو تینوں نے جواب دیا، "وہ حج پورا کرے لیکن اگلے سال حج کی قضاء دے اور "ہدی" بھی دے!"[۴۱]

پس مسلمہ فقہاء کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ کو اس مقام رفیع میں حصہ دار بناتا ہے۔

۴۔ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا "میں نے دس اونٹ فی سبیل اللہ خیرات کردیئے ہیں۔ کیا ان کی زکوٰۃ ہے"؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ "مشکل مسئلہ ہے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، آپ جواب دیں" ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں اس میں زکوٰۃ نہیں ہے"! ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی۔[۴۲]

۳۹؎ فتوح البلدان ص ۹۲ ۴۰؎ مؤطا امام مالکؒ ج ۱ ص ۱۲۱

۴۱؎ ایضاً ص ۲۰۷ ۴۲؎ الاموال لابی عبیدؒ ص ۴۹۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ایک اور شخص نے حضرات ابن عباس رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ سے پوچھا "ایک مرد نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں؟" ابن عباس رضؓ نے کہا یہ مشکل مسئلہ آپ کے سامنے ہے ابو ہریرہ آپ جواب دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا: "اس کو ایک طلاق بائن کرتی ہے اور تین طلاقیں حرام کرتی ہیں"[۴۴]

اس مسئلہ میں عبداللہ بن الزبیر رضؓ اور عاصم بن عمر رضؓ نے محمد بن ایاس کو ابن عباس رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ کے پاس بھیجا کہ ان سے یہ مسئلہ پوچھو۔[۴۴]

۶۔ حاملہ کی عدت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فقیہ ابن عباس رضؓ کے مقابلہ میں ابو سلمہ رضؓ کی تائید فرمائی۔

کیا ایک غیر فقیہ، کسی مسئلہ میں فقیہ کے نظریہ کو اس کے سامنے دلائل کے ساتھ رد کر سکتا ہے؟ ــــ یہ فقیہ ابن عباس رضؓ تھے، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ۔"[۴۵]

"اے اللہ اسے دین میں فقیہ بنا دے!"

پھر صحابہ کرام رضؓ بعض مشکل مسائل میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ کو جواب دینے کی تکلیف دیتے ہیں۔ تو کیا ایک فقیہ مجتہد، غیر فقیہ اور غیر مجتہد کو مشکل مسائل حل کرنے کے لیے فرما رہے ہیں؟

ابو ہریرہ رضؓ اور ابن عباس رضؓ کے مابین ذاتی مراسم اور ان کے علمی مذاکرات کا کچھ تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ــــ مزید دیکھئے:

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کے 'قنفذ' (خاردار چوہا) کو حدیث کی روشنی میں، حرام قرار دینے کے فیصلہ کو تسلیم کیا۔ جبکہ پہلے اس کی حلت کے قائل تھے۔[۴۶]

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فتویٰ میں مرجع انام تھے:

ابن سعد لکھتے ہیں، عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد مدینہ منورۃ میں جو فتویٰ میں مرجع انام تھے،

[۴۴] مؤطا امام مالک رحؒ ج ۲ ص ۲۶ [۴۴] ایضاً

[۴۵] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۸

[۴۶] سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۷۰، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہیں: ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ، ابوہریرہؓ اور جابرؓ"[۴۶] (ملخصاً)

چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا" ایک شخص اپنی عورت کو اس کے معاملہ کا مالک بناتا ہے، عورت اس کو رد کر دیتی ہے"؟ دونوں نے جواب دیا: "یہ طلاق نہیں ہے"[۴۷]

۲۔ ابوسلمہؓ کہتے ہیں" سمندر جس مچھلی کو پھینک دے، ابوہریرہؓ اور زیدؓ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے"[۴۸]

۳۔ ابوہریرہؓ سے سوال کیا گیا" ایک شخص پر ایک غلام آزاد کرنا ہے، کیا وہ ولدالزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟"۔ فرمایا" ہاں کافی ہو جائے گا"۔[۴۹]

۴۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں: لوگوں میں اختلاف ہو گیا کہ بہشت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟ سب اکٹھے ہو کر فیصلے کے لیے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گئے۔ آپؓ نے فرمایا" ایک بہشتی مرد کے لیے دو دو عورتیں ہوں گی۔ اور بہشت میں کوئی بھی مرد غیر شادی شدہ نہ ہوگا"۔[۵۰]

۵۔ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ سے سوال کیا کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں کیا پڑھتے تھے"؟ ابوہریرہؓ بولے" میرے اور تیرے درمیان ایک بات پر تنازع ہو چکا ہے، تم اس کے باوجود مجھ سے پوچھتے ہو"؟ مروان نے کہا" ہاں" فرمایا" یہ دعا پڑھتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا۔الخ"[۵۱][۵۲]

۶۔ ابوہریرہؓ سے سوال کیا گیا:" ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے؟" فرمایا" ہاں" پھر سوال ہوا" کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟" فرمایا" ہاں۔ میں ایک کپڑا میں نماز پڑھ

[۴۶] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۷۲

[۴۷] مؤطا امام مالک ج ۲

[۴۸] ایضاً ج ۱ ص ۳۲۶

[۴۹] مؤطا مالک ج ۲ ص ۱۴۰

[۵۰] مسند حمیدی ج ۲ ص ۴۸۴

[۵۱] سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جب کہ میرے باقی کپڑے منتجب (کھونٹی) پر موجود ہوتے ہیں"۔[۵۳]

۷۔ زید بن اسلم کہتے ہیں "ابوہریرۃؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ دونوں روزہ دار کے لیے بوسہ لینے کی اجازت دیتے تھے"۔[۵۴]

۸۔ ابو مرۃ عقیل ؓ بن ابی طالب کے مولیٰ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے سوال کیا کہ "ایک بکری ذبح کی گئی ہے، اس کے جسم کا کوئی حصہ متحرک ہوا ہے" اس کا کھانا کیسا ہے؟ ابوہریرۃؓ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ مگر زید بن ثابتؓ نے کہا، میتۃ کے جسم کا کوئی بھی حصہ حرکت کرتا ہے اور اس سے منع کیا"۔[۵۵]

اس بارے میں اگرچہ حضرت ابوہریرۃؓ کی رائے ظاہراً درست نہیں تھی، مگر اس سے یہ واضح ہے کہ خیر القرون میں ان کی رائے مجتہدین کے ہم پلہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ ایک غیر فقیہ اور غیر مجتہد سے اس دور میں مسئلہ پوچھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس دور کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمایئے:

۹۔ کچھ لوگ مروان کے پاس آئے اور سمندر کی پھینکی ہوئی مچھلی کے بارے میں پوچھا۔ مروان نے کہا "مجھے اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ ویسے تم زید بن ثابتؓ اور ابوہریرۃؓ سے پوچھو اور وہ جو جواب دیں مجھے بھی بتاؤ"۔ چنانچہ آپ دونوں حضرات کا جواب یہ تھا کہ "اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں"۔[۵۶]

---

[۵۳] مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۲۱ [۵۴] مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۱۵
[۵۵] مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۵۶ [۵۶] مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۲۶

تلاشِ گمشدہ

مسمی مظہر اقبال ولد محمد علی سکنہ میلو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات اگر کسی مدرسہ میں زیرِ تعلیم ہو، وہ خود پڑھے یا کوئی صاحب اس کے متعلق جانتے ہوں کہ وہ کہاں ہے، براہِ کرم ادارہ محدث کو مطلع فرمائیں۔ اس کے گھر والے سخت پریشان ہیں جبکہ اس کے استاد رفیق احمد بیمار ہونے کے علاوہ اس کے والدین کے اس الزام اور دباؤ کا شکار بھی ہیں کہ مسمی مظہر اقبال کو انھوں نے اغوا کر لیا ہے۔

(مدیر معاون)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ